نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا لسانی اختصاص

طاہر مسعود قاضی*

Allah, the Almighty, has put His signs in the diversity of languages, for those who have knowledge. Apart from the said diversity it has been ordained by Allah for unity of mankind. Allah's messengers' strove their best in conveying His message. In the chain of apostles, He sent last Prophet Muhammad (S.A.W), who had many specifications of his language. The most important is that he had never uttered by his own desire, but the revelation that is revealed to him. His mother language was Arabic and Almighty Allah had chosen his mother language for the last revealed message (Al-Quran). The language of Holy Quran in its own words: meaning "the most explicit Arabic language". The language was in vogue and used by prominent tribe of Arabia: " Quraish". Members of Quraish tribe got these characteristics of language by their travelling, frequent interaction with other tribes and trade in all over the Arabia and far beyond. Muhammad (S.A.W), the last Prophet of God belonged to the Quraish tribe.

Resultantly, when in the era of third Caliph a linguistic conflict regarding recitation of Holy Quran arose. Usman, the third Caliph for resolving the issue argued that Holy Quran had been revealed in the dialect of Quraish tribe, because the Prophet (PBUH) himself belonged to that tribe. So he ordered that the Holy Quran ought to be written according to the script and dialect of Quraish. Consequently the recitation of Holy Quran in the dialect of Muhammad (PBUH) will be continued till the Day of Judgment.

Muhammad (S.A.W) besides having the said linguistic specification had not allowed to become an obstacle in conveying the message of God. He himself used to talk the other dialects of Arabia in conversation with

---

* صدر شعبہ، علوم اسلامیہ، الخیر یونیورسٹی، آزاد جموں کشمیر۔

people. Sometimes he himself had used some words of Persian language. He encouraged his companions to learn the other languages because this would open the vistas of knowledge upon them. It is the most practical policy of last Prophet of God, which he had adopted towards languages.

اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوت گویائی اور عقل و خرد سے نواز کر دیگر مخلوقات پر فوقیت عطا فرما دی۔ عقل و خرد اور نطق و گویائی کے باہمی استعمال سے انسان نے اظہار کے لیے لفظ ایجاد کر لیا۔ جو لسانی تخلیق کے سفر کا نکتہ آغاز ثابت ہوا۔ الفاظ کی ایک مخصوص روایت کا نسل در نسل منتقل ہوتے رہنے کے نتیجہ میں "زبان" ظہور پذیر ہونے لگی۔ پھر سماجی سطح پر جاری محرکات کے اثرات کی بدولت لسانی تغیرات رونما ہونے لگے۔ اسی تغیر پذیری کے عمل میں مختلف زبانوں نے ترتیب پانا شروع کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اقوام عالم کی زبانوں میں دانش مندوں کے لیے نشانیاں رکھ دی گئی ہیں:

ومن ایٰتہٖ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ط ان فی ذٰلک لاٰیٰت للعٰلمین [۱]

اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف۔
بے شک اس میں نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لیے۔

لسان و اَلوان کے اختلاف کی اس رنگا رنگی میں جہاں صاحبان علم کے لیے بصیرت افروز نشانیاں موجود ہیں وہاں قدرت نے انہیں مقصدیت سے آشنا کرنے کے لیے نبوت کا مربوط نظام جاری کر کے وحی کا سلسلہ آغاز فرمایا تا کہ ظاہری تخالف کے باوجود بشر کو نظریاتی وحدت کی لڑی میں پرو دیا جائے۔ نبوت کے سلسلۃ الذھب کی آخری کڑی جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جنھوں نے نزول قرآن سے قبل نہ کوئی کتاب پڑھی اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھا۔ اگر ایسا ہوتا تو جھٹلانے والوں کے لیے مقامِ شک ہوتا۔

انسانوں تک آخری وحی کے ابلاغ کے لیے بالخصوص نطقِ مصطفیٰ علیہ تحیۃ والثناء کو جو شرف و امتیاز عطا فرمایا گیا اس میں بلیغ ترین اشارات مضمر ہیں، جو نہ صرف امتیازات و خصائص مصطفیٰ پر دلالت کرتے ہیں بلکہ وحی کی تفہیم میں بھی ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان اشارات سے سیرت خاتم المرسلین ﷺ کے مطالعہ میں بھی مدد ملتی ہے۔ اور ان تبلیغی رجحانات و طرق کی نشاندہی بھی ہوتی ہے، جو آخری پیغمبرؐ نے اللہ کا آخری اور ابدی پیغام پہنچانے کے لیے اختیار فرمائے۔ نطق نبیؐ

کی توثیق و تائید میں خود قرآن حکیم شاہد ہے:

وما ینطق عن الھویٰo ان ھو الاّ وحی یوحی ۲

وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ان کا ارشادسرا سر وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

مطالعہ سیرت النبیؐ سے یہ بات عقدہ کشا ہوتی ہے کہ حضورﷺ کی مادری زبان عربی تھی۔ اور آپؐ یہی زبان بولتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی وحی کے مبارک اور اہم کام کے لیے حضورؐ کی مادری زبان کو منتخب فرمایا اور اپنے محبوبؐ کی زبان میں ہی اپنا کلام نازل کرنا پسند فرمایا۔

او حینا الیک قرأناً عربیاً ۳

ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن وحی کیا۔

حضورﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہؓ کے والد گرامی کا نام وھب بن عبد مناف بن زھرہ ہے جو بنی زھرہ کے سردار تھے۔ حضرت آمنہؓ اپنی ماں کی طرف سے بھی کچھ کم شرف وعزت کی مالک نہ تھیں۔ ان کی والدہ ماجدہ برہ بنت عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار بن قصی بن کلب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر تھیں۔۴ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آمنہ اصیل اور نجیب خاندان کے گھر کی بیٹی تھیں، جنھوں نے بیٹے کو وراثت میں بہترین اوصاف و خصائل عطا کیے۔حضورﷺ کے والد ماجد سیدنا عبد اللہ کا تعلق بھی خاندان قریش کے نمایاں اور مشہور سلسلہ سے ہے۔ یہ سلسلہ نسب اس طرح ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ. جس شخص نے اس خاندان کو قریش کے لقب سے ممتاز کیا وہ یہی نضر بن کنانہ۵ تھے۔ حضورﷺ کو والدین کی طرف سے جو زبان بولنے کو ملی وہ "قریش" کی زبان تھی۔ شرفاء مکہ کے دستور کے مطابق نوخیز بچوں کو عرب کی خالص خصوصیات اور فصاحت کا جوہر حاصل کرنے کے لیے قصبات میں بھیج دیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت عبد المطلب نے اپنے یتیم پوتے کو قبیلہ ھوازن کی دایہ حلیمہ سعدیہ کے حوالے کر دیا۔ جہاں آپؐ نے پانچ برس تک قیام فرمایا۔۶ یہی وجہ ہے حضورﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا:

أنا اعربکم أنا قرشی واستر ضعت فی بنی سعد بن بکر ۷

میں تم میں زیادہ فصیح ہوں۔میں قریش ہوں اور میری پرورش(قبیلہ) بنی سعد بن بکر میں ہوئی۔

یہاں حضورﷺ نے اپنی فصاحت کے حوالے میں قریشی ہونا بیان کر کے قریش کی افضلیت کا

اظہار بھی کیا ہے اور اسے بطور سند بھی پیش کیا ہے۔ قبیلہ قریش کے نام پر قرآن حکیم کی ایک سورۃ کو مختص کرنا جہاں اس کے مضمون پر دلالت کرتا ہے، وہاں اس قبیلہ کی افضلیت بھی معلوم ہوتی ہے۔ خود حضورﷺ نے اپنے قبیلہ اور سلسلہ نسب کی شرف وعظمت کو اس طرح بیان فرمایا:

ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسمٰعیل واصطفیٰ قریشاً من کنانۃ واصطفیٰ من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم[8]

بے شک اللہ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو پسند کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں بنو ہاشم اور بنو ہاشم سے مجھے منتخب فرما لیا۔

مشہور مفسر قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی کے نزدیک اس انتخاب خداوندی سے مراد غالباً قریش کی قوت استعداد ہے۔[9] قریش کی یہ قوت استعداد اپنے اندر زبان و بیاں کا بھی احاطہ کر رہی ہے جو فصاحت و بلاغت کی سند کا درجہ رکھتی ہے۔ خود قرآن حکیم نے اپنی زبان کو ''مبین'' کہا ہے۔

وھذا لسان عربیٌ مبین[10]

اور یہ عربی مبین ہے۔

اور یہ بھی فرمایا:

بلسان عربی مبین[11]

مبین عربی زبان میں۔

یہاں لفظ مبین روشن، کھلا ہوا، واضح کے لغوی مفاہیم سے ہٹ کر اسے اگر بطور علم کے لیا جائے تو بات زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ظہور اسلام کے وقت بھی عربی زبان مختلف بولیوں اور لہجوں میں منقسم تھی۔ مگر ان میں جو فصیح اور شیریں ترین تھی اس کا نام لسان عربی مبین قرار پایا تھا۔ حضرت بریدہؓ اسلمی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان بلسان عربی مبین سے مراد جرھم کی زبان ہے۔[12] جبکہ جرھم قریش کی ننہالی عورت اول کا نام ہے۔ جس کے خاندان میں حضرت اسماعیلؑ نے شادی کی تھی۔[13] اس خاندان کے پاس مکہ مکرمہ کی ولایت بھی رہی۔[14] بہرحال اولاد اسماعیل کی زبان ہی عربی مبین کا درجہ رکھتی ہے۔ جو آج تک تمام عرب کی زبانوں پر غالب ہے۔ سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ حضورﷺ کا سلسلہ نسب حضرت اسماعیلؑ سے جا ملتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی زبان بھی عربی مبین ہے۔ آپؐ کے صحابہؓ نے ایک مرتبہ عرض کیا:

ما رأينا الّذی هوا فصح منک[۱۵]

ہم نے آپ سے بڑھ کر فصیح و بلیغ شخص کبھی نہیں دیکھا۔

تو آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

وما يمنعني؟وانّما انزل القرآن بلساني، لسانٍ عربي مبين

میری فصاحت میں کیا چیز مانع آ سکتی ہے؟ قرآن مجید میری زبان میں ہی نازل ہوا جو لسان عربی مبین ہے(یا منجھی ہوئی عربی زبان ہے۔)

اور ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا:

انا افصح العرب، بَيْدَ أنّي من قريش و نشأت في بني سعد

میں افصح العرب ہوں مگر (اس پر مستزادیہ ہے کہ)میں قبیلہ قریش سے تعلق رکھتا ہوں اور میری نشونما قبیلہ بنو سعد میں ہوئی۔

اپنے قبیلہ اور نشو نما کے حوالے سے آپؐ لسانی فوقیت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:

انا اعر بكم انا من قريش ولساني لسان بني سعد بن بكر[۱۶]

میں تم میں فصیح ترہوں، قریشی ہوں اور میری زبان بنو سعدبن بکر کی زبان ہے۔

فصاحت نبویؐ کا ایک جامع خاکہ پیش کرتے ہوئے قاضی عیاض مالکی تحریر کرتے ہیں:

فجمع له بذلک قوة عارضة البادية وجزاتها ونصاعة الفاظ الحاضرة ورونق كلامها الى التائيد الالٰهي الّذي مدد الوحي الّذي لايحيطُ بعلمه بشري[۱۷]

اس طرح (قریش میں پیدائش اور بنو سعد میں پرورش) سے آپؐ کی فصاحت و بلاغت میں صحرانشینی کی قوت بیان و مقابلہ اور عمدہ لفظی اسلوب کے ساتھ شہری علاقے کے الفاظ کی چمک دمک اور انداز گفتگو کی رونق ایک ساتھ جمع ہوگئی تھی۔ اس کے علاوہ وہ تائید الٰہی بھی شامل حال تھی جس کی امداد اس وحی ربانی سے ہوئی تھی۔جس تک بشر کا علم احاطہ نہیں کر سکتا۔

عربی مبین میں لفظ مبین کا وہ معنی جو عام مترجمین/مفسرین نے اختیار کیا ہے یعنی واضح، روشن، محفوظ، منجھی ہوئی، ٹکسالی وغیرہ تو اس سے بھی یہ مترشح ہوتا ہے کہ قبیلہ قریش کی زبان زیادہ وسیع اور ہمہ گیر ہے کیونکہ قریش کا قبیلہ ایک ممتاز قبیلہ تھا جس کے تمام لوگ تجارت پیشہ تھے اور دیگر قبائل عرب اور علاقوں کے ساتھ ان کا مسلسل ربطہ رہتا تھا۔ چاہے یہ قبائل بدوی ہوں یا حضروی۔ قبیلہ قریش کی مرکزیت ان کی زبان اور بولی کو زیادہ وسعت سے ہمکنار کرنے کا سبب بنتی رہی ہے۔شہر مکہ میں کعبۃ

اللہ کے اڑوس پڑوس میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے قریش کو قبائل عرب کے ساتھ واسطہ پڑتا رہتا تھا۔علاوہ ازیں تجارتی اسفار بھی ان کی زبان کو فصاحت و بلاغت کی وسعتوں سے آشنا کر رہے تھے۔قرآن حکیم میں قبیلہ قریش کا نام لے کر ان کے تجارتی اسفار اور خانہ کعبہ کی طرف اشارہ کے ساتھ اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

سورۃ قریش:**لا یلف قریش ۝[۱] الفھم رحلۃ الشتآء والصیف ۝[۲] فلیعبدوا ربّ ھذا البیت ۝[۳] الّذی اطعمھم من جوع وامنھم من خوف ۝[۴]** ۱۸

[۱]قریش کے مانوس کرنے کے لیے[۲](یعنی)انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے لیے (اس کے شکریہ میں)[۳]پس انہیں چاہیے اس گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں[۴]جس نے بھوک میں کھانے کو دیا اور ڈر(اور خوف) میں امن (و امان) دیا۔

ایلا فھم رحلۃ الشتاء والصیف، میں قریش کی تجارتی اسفار میں غیر معمولی دلچسپی اور انہماک کا قرآنی پیرائے میں اظہار ہے۔ ملک عرب میں جب کوئی مرکزی حکومت نہ تھی اور بد امنی اور لوٹ مار عام تھی اس دور میں بھی قریش کے کاروان تجارت بلا خوف و خطر رواں دواں رہتے تھے۔ جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ کعبۃ اللہ کے پڑوسی تھے اور ان کی اس حیثیت کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ تمام قبائل کے ساتھ ان کے ارتباط کا ایک مضبوط سلسلہ تھا اور اسی بنا پر ان کی زبان کو وسعت و ہمہ گیریت کے اسباب میسر آ چکے تھے۔ قریش کی اس مرکزیت نے ان کی زبان کو بھی پورے عرب کے رابطے کی زبان بنا دیا تھا۔ لہذا قدرت نے بھی وحی الٰہی کے لیے اہل قریش کی زبان کو منتخب کیا جو زیادہ منجھی ہوئی، روشن، غیر مبہم، واضح اور محفوظ ہونے کے علاوہ اظہار بیان کے تمام اسالیب کی حامل زبان تھی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کا محبوب نبی ﷺ اس زبان میں کلام کرتا تھا جو اس کی ماں بولی تھی۔

خلیفہ سوئم حضرت عثمانؓ بن عفان نے اختلاف قرأت کے فتنہ کو ختم کرنے کے لیے صرف لغت قریش پر مصحف کو مدون کرنے کا جو فیصلہ کیا اس پر وہ یہ دلیل لائے تھے کہ قرآن حکیم کا نزول دراصل قریش ہی کی لب و لہجہ میں ہوا۔ اگر چہ ابتدا میں رفع حرج کے لیے دوسرے لہجوں کی قرأت کو بھی جائز رکھا گیا تھا۔مگر اب وہ ضرورت مٹ چکی ہے۔ حضرت عثمانؓ کے اس فیصلہ پر اجماع صحابہؓ ہو گیا۔ ۱۹ کیونکہ اصحاب رسولؐ خود بھی حفاظت قرآن کے اس پہلو سے آگاہ تھے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انّ علینا جمعه و قرآنه ۲۰

بے شک اس کا جمع کرنا (حفظ کرنا) اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

حضورؐ ہی وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے قرآن حکیم کو اپنی زبان سے ادا کیا۔ اس ادائیگی مصطفیٰ میں منشاء خداوندی کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ گویا زبان مصطفیٰ سے تلاوت قرآن کے وقت مصطفیٰ کے لہجے میں خود خدا بول رہا تھا۔ رسالت مآبؐ کی ماں بولی کو وہ شرف وعزت عطا ہوا جس کے پردہ ءِ ارتعاش پر خدا اپنے بندہ ءِ خاص سے ہم کلام ہونے لگا۔

سرکار رسالت مآبؐ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے اعلان نبوت سے پہلے کسبِ معاش کے لیے پیشہِ تجارت کو اختیار کیا تھا۔ شہر مکہ تو تجارت کی منڈی تھی جہاں سے سامانِ تجارت مختلف علاقوں میں جاتا تھا۔ حضورؐ کے خاندانی پسِ منظر میں تجارت کا پیشہ نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ حضورؐ کے چچا حضرت ابو طالب بھی تاجر پیشہ تھے۔ جن کے ساتھ آپؐ نے بچپن میں ہی کئی تجارتی سفر کیے تھے۔[۲۱] یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے بھی جوان ہو کر کسب معاش کے لیے تجارت کو اختیار فرمایا اور متعدد تجارتی سفر اختیار کیے۔[۲۲] حضورﷺ کے ان تجارتی اسفار میں شام، بصریٰ اور یمن کے سفر تو بہت مشہور ہیں۔ جرش جو یمن کا علاقہ ہے وہاں آپؐ دو دفعہ تشریف لے گئے۔[۲۳] اسی طرح قبیلہ عبد القیس جن کا مسکن بحرین تھا۔ ان کا ایک وفد آپؐ کی خدمت اقدس میں جب حاضر ہوا تو اس وفد کے سربراہ منذر بن عائذ تھے۔ جن کے چہرے پر گدھے کے کھر لگنے سے نشان پڑ چکا تھا۔ انہیں آپؐ نے اُشج کے نام سے پکارا۔ اور ان سے ان کے علاقے کے بارے ایک ایک گاؤں خصوصاً الصفا اور المشقر وغیرہ کا نام لے کر پوچھا۔ جس پر اُشج نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ تو ہمارے دیہاتوں کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا:

انی قد وطئت بلادکم ۲۴

میرے قدموں نے تمہارے علاقوں کو بہت عرصہ تک روندا۔

شام کی طرف بھی آپؐ نے تجارتی اسفار کیے۔ آپؐ حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت لے کر شام تشریف لے گئے۔ ایک سفر میں بی بی خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی آپ کے ہمراہ تھا۔[۲۵] اس سفر میں آنحضرت ﷺ کے بصریٰ شام تک جانے کا پتہ چلتا ہے۔ راستے میں بحیرہ مردار بھی پڑتا ہے اور بیت المقدس بھی۔ جو ممکن ہے آنحضرت ﷺ نے دیکھا ہو اور نصطور راہب سے ملاقات بھی اس سفر

میں بیان کی جاتی ہے۔[۲۶]

اس کے علاوہ ان اسفار میں آپؐ مختلف تجارتی بازاروں میں بھی شریک ہوتے رہے، جہاں مختلف علاقوں کے تاجر پیشہ لوگ شریک ہوتے تھے۔ مثال کے طور پر چینی تاجروں کے علاوہ مشرق و مغرب کے تاجر بھی "دباء" نامی میلے میں شرکت کے لیے آتے تھے۔

ثم سوق (دباء) وهي احدى فرصتي العرب، يأتيها تجار السند والهند والصين وأهل المشرق والمغرب فيقوم سوقها آخر يوم من رجب وكان بيهم فيها المساومة[۲۷]

پھر بازار دباء ہے اور یہ عرب کے تہواروں میں سے ایک تھا اس میں سندھ، ہندوستان، چین اور اہلِ مشرق و مغرب کے تاجر شریک ہوتے تھے۔ یہ بازار ماہ رجب کے آخری دن لگتا تھا جس میں خرید و فروخت بھاؤ تاؤ کے ذریعے ہوتی تھی۔

اس زمانے میں عرب اور چین کے تاجروں کے درمیان بھی رابطہ موجود تھا۔ جس کا ذکر مسعودی نے بھی کیا ہے:

وذلک أن مراکب الصين کانت تأتي بلاد عمان وسيراف وساحل فارس وساحل البحرين والأبلة والبصرة[۲۸]

چینی کشتیاں عمان اور سیراف کے علاقوں میں آتی تھی۔ علاوہ ازیں ساحل فارس اور ساحل بحرین اور ابلہ اور بصرہ بھی آتی تھیں۔

گویا مختلف تہذیبی پس منظر سے جڑے لوگوں کے ساتھ روابط اور اسفار سے حضورؐ کو نہ صرف ان کی تہذیبوں سے آشنا ہونے کا موقع ملا بلکہ ان کی بولیوں اور لہجوں کو بھی سمجھنے کا موقع ملا۔ اس لیے محدثین کرام نے صراحت کی ہے کہ جب کوئی آدمی خواہ وہ کسی ملک کا ہوتا اور آپؐ کے پاس حاضر ہو کر اپنی بولی میں کچھ بولتا تو آپؐ اس کی بولی میں ہی اس سے کلام کرتے۔[۲۹]

علامہ خفاجی نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک وفد حاضر ہوا تو اس وقت آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مگر وفد کے افراد آپؐ کو امتیازی نشست نہ ہونے کی بنا پر پہچان نہ سکے۔ تو ان میں سے ایک شخص نے اپنی بولی میں کہا **"من ابوان اسران"** تم میں سے کون رسول خدا ہیں۔ ان کی اس بات کو صحابہ کرامؓ نہ سمجھ سکے۔ مگر حضورؐ نے فرمایا **"اشکـدادر"** یعنی آگے آؤ۔ یہ سن کر وہ آگے آگئے اور پھر اپنی ہی بولی میں حضورؐ سے ہم کلام رہے۔ اور حضورؐ بھی ان کی بولی میں کلام فرماتے رہے۔ صحابہ کرامؓ

ان کی گفتگو کو نہ سمجھ سکے۔ بالآخر اس وفد نے قبول اسلام کیا اور اپنے علاقے کو واپس چلے گئے۔۳۰
اسی طرح احادیث میں حبشی زبان کے الفاظ بھی آپؐ سے منقول ہیں۔ جیسے:

حبش کی زبان **سَنَہْ سَنَہْ** کے الفاظ ہیں۔ جو اہل حبشہ کی زبان میں **حسنة** کے معنوں میں مستعمل ہیں یا پھر اہل حبشہ کی زبان میں مستعمل لفظ **الھَرْجُ** بھی آپؐ سے منقول ہے جس کے معنی قتل کے ہیں۔۳۱ ایک دن کسی شخص نے غیر عربی میں سوال کرتے ہوئے عرض کیا **"یا رسول الله ایدلک الرجل امراته"** جس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا **"نعم اذا کان مفلجا"** حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ اس نے آپؐ سے کیا کہا اور آپؐ نے اسے کیا جواب مرحمت فرمایا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ آدمی اپنی بیوی سے قرض لے کر ادائے قرض میں دیر لگا دے تو کیا یہ جائز ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے کہا ہاں جبکہ وہ مفلس ہو۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ میں عرب کے شہروں میں پھرا ہوں اور میں نے عرب کے بڑے بڑے فصحاء کو سنا ہے لیکن میں نے آپؐ سے زیادہ فصیح کوئی نہیں سنا۔ تو آپؐ نے فرمایا: **ادبنی ربی** (مجھے میرے رب نے سکھایا ہے)۔۳۲

حضرت سلیمان فارسیؓ جب بارگاہ رسالت مآبؐ میں پہنچے تو حضورؐ نے ایک یہودی کو بطور ترجمان طلب فرمایا۔ اس نے حضرت سلمان فارسیؓ کی گفتگو سنی جس میں انہوں نے حضورؐ کی تعریف کی اور یہود کی برائی بیان کی۔ مگر یہودی ترجمان نے جھنجھلا کر ترجمہ میں تحریف کرتے ہوئے کہا کہ سلمانؓ آپؐ کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ جبرائیلؑ نے نازل ہو کر سلمانؓ فارسی کے کلام کو آپ کے لیے ترجمہ کر دیا۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ تو ہماری تعریف اور کفار کی برائی بیان کر رہا ہے جو لوگوں کو ہمارے پاس آنے سے روکتے ہیں۔ یہ سن کر یہودی نے کہا:

یا محمدؐ! ان کنت تعرف الفارسیة فماحاجتک إلی؟

اے محمدؐ! جب آپ فارسی جانتے تھے تو میری آپ کو کیا ضرورت تھی۔

تو حضورؐ نے فرمایا میں اس سے پہلے نہیں جانتا تھا اور ابھی جبرائیلؑ نے مجھے بتا دی ہے، اس پر اس یہودی نے کہا:

اے محمدؐ! اس سے پہلے تو میں آپؐ کو برا جانتا تھا مگر اب مجھے متحقق ہو گیا ہے کہ بلا شبہ آپؐ

اللہ کے سچے رسول ہیں ۔ بس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے جبرائیل امینؑ سے فرمایا کہ سلمان کو عربی سکھا دو۔

فقال: قل له ليغمض عينيه و يفتح فاه ففعل سلمان فتفل جبريل فی فيه فشرع سلمان يتكلم بالعربی الفصيح ۳۳

تو جبرئیل نے فرمایا کہ آپؐ سلمان سے کہیں کہ وہ اپنی آنکھیں بند کر لیں اور منہ کھول دیں۔ جس پر انہوں نے ایسا ہی کیا تو جبرئیل نے ان کے منہ میں اپنا لعب دہن ڈال دیا۔نتیجہ میں حضرت سلمانؓ نے فصیح عربی بولنی شروع کر دی۔

اس روایت میں حضورﷺ کی جبرائیلؑ کے ذریعے فارسی دانی مذکور ہے۔ اس کے علاوہ آپؐ کی اپنی زبان مبارک سے فارسی کے سات الفاظ بھی مروی ہیں۔ ایک مرتبہ جب انگور کا طباق لایا گیا۔ تو اس وقت صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت موجود تھی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: **العنب دو دو** یعنی انگور دو دو تقسیم کیے جائیں۔دوسرے جب آپؐ سے پوچھا گیا کہ فرشتوں نے لوطؑ کی قوم کو کس چیز سے رجم کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا: **بسنگ و کلوخ** یعنی پتھروں اور ڈھیلوں سے۔تیسرے جب رسولؐ اللہ نے امیر معاویہؓ کے جبہ پر جوں کو دیکھا تو فرمایا: **معاویة!هذا سُپش** (اے معاویہ!یہ جوں ہے)۔ چوتھے جب جنگ احد میں صحابہ کرامؓ نے آپؐ کو سواری کے لیے اونٹ پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا: **هذا شتر** (یہ اونٹ ہے)۔ پانچویں حضرت عائشہؓ اپنے ہاتھ میں تازہ سیب لیے مذاقاً جب کہہ رہی تھیں کہ میں یہ سیب کسے دوں۔ تو آپؐ نے فرمایا: **مَــرَا بِــده** (مجھے دے دو)۔ چھٹے، ایک روز جب علی الصبح بی بی فاطمہؓ کے مکان پر جب تشریف لے گئے تو اندر سے پوچھا گیا۔ من علی الباب(دروازہ پر کون ہے) تو آپؐ نے فرمایا: **منم محمدؐ** (میں ہوں محمدؐ)۔ ساتویں، مشرکین نے جب دریافت کیا کہ اللہ ایک ہے یا دو۔ تو آپؐ نے فرمایا: **او یکی ست** (وہ ایک ہے)۔ ۳۴

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے استفسار کے وقت بھی آپؐ نے فارسی زبان کے الفاظ اپنی زبان گوہر فشاں سے ادا فرمائے جو روایت میں اس طرح ہیں:

ان النبی ﷺ قال: يا ابا هريرة! اشكنب دردم، قلت لا ۳۵

نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: اے ابو ہریرہ! کیا پیٹ کا درد ہے، انہوں نے عرض کیا نہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضورﷺ مخاطب کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے لب ولہجہ میں یہاں

تک کہ حسب موقع غیر عربی زبان کے الفاظ بھی گفتگو میں شامل فرما لیتے ۔نہ صرف یہ بلکہ آپؐ نے اجنبی زبانوں سے، سیکھنے سکھانے کی طرف توجہ فرماتے ہوئے صحابہ اکرامؓ کو ترغیب دلائی۔ جس سے کئی سطح کے فوائد حاصل ہو سکتے تھے۔ مثال کے طور پر آپ نے حضرت زیدؓ بن ثابت جو کاتب وحی تھے کو حکم دیا کہ تم عبرانی رسم الخط سیکھ لو۔ بلاذری نے حضرت زید بن ثابتؓ کے حوالے سے لکھا ہے:

امرنی رسول الله أن أتعلم له كتاب يهود. وقال لی انّی لاآمن يهودا علی كتابی فلم يمربی نصف شهر حتی تعلمته فكنت اكتب له الی يهود واذكتبوا اليه قرأت كتابهم ۳۶

رسولؐ اللہﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے یہود کی کتابت سیکھوں اور فرمایا مجھے یہود پر بھروسا نہیں۔میرے نوشتے ان کی تحریف سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔چنانچہ نصف ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ میں نے ان کی کتابت سیکھ لی۔میں رسولؐ اللہ کی جانب سے یہود کو نامے لکھتا اور ان کے جواب پڑھ کر سناتا۔

حضرت زیدؓ بن ثابت کی مادری زبان عربی تھی مگر اس کے علاوہ بھی وہ عبرانی، قبطی، حبشی اور فارسی زبانوں میں ترجمہ کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ جیسا کہ مسعودی نے لکھا ہے:

زيد بن ثابت الانصاری ثم الخزرجی من نبی غنم بن مالک بن النجار يكتب الی الملوک و يجيب بحضرة النبیﷺ وكان يترجم للنبیﷺ بالفارسية والرومية والقبطية والحبشية، تعلم ذلک بالمدينة من أهل هذه الالسن ۳۷

زید بن ثابت انصاری خزرجی جو بنی غنم بن مالک بن نجار سے تھے حضورﷺ کے مکاتیب لکھنے پر مامور تھے اور وہ بادشاہوں کے نام حضورﷺ کے خطوط اور جوابی خطوط لکھتے تھے۔ علاوہ ازیں نبی کریمﷺ کے لیے فارسی ، رومی،قبطی اور حبشی زبان سے ترجمہ کے فرائض بھی سر انجام دیتے تھے۔انہوں نے یہ ساری زبانیں مدینہ میں رہنے والے اہل زبان سے سیکھی تھیں۔

اسی طرح ایک دفعہ حضورﷺ نے ان سے سریانی زبان کے بارے میں اس طرح دریافت فرمایا:

اتحسن السريانية؟فانها تاتينی كتب، قلت لا، قال: فتعلمها، فتعلمتها فی سبعة عشر يوماً ۳۸

کیا تو سریانی زبان میں بہتر ہے؟ میرے پاس اس میں تحریریں آتی ہیں۔تو میں نے (زید بن ثابت) عرض کیا: نہیں۔تو آپؐ نے فرمایا: اسے سیکھ لے۔ پس میں نے سریانی زبان سترہ دنوں میں سیکھ لی۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی دو انگلیاں چوس رہے ہیں۔ جن میں ایک پر شہد اور دوسری پر گھی لگا ہوا ہے۔اور یہ خواب حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے آکر عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا:

تقرأ الکتابین التوراۃ والقرأن وکان یقرأھما[۳۹]

تم تورات اور قرآن دونوں سے استفادہ کرو گے اور (اس کے بعد) وہ انہیں پڑھا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بعد کے زمانہ میں سریانی زبان کی تعلیم بھی پائی۔ ابن قتیبہ نے تحریر کیا ہے کہ:

أن یکون خص بھذا عبد اللہ بن عمرو ولأنہ کان قارئاً لکتب المتقدمۃ و یکتب بالسریانیۃ والعربیۃ[۴۰]

عبد اللہ بن عمرو کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ قدیم کتابوں کو پڑھ لیتے تھے اور سریانی اور عربی زبانوں میں لکھا کرتے تھے۔

گویا حضورﷺ نے صحابہ کرامؓ کو دیگر زبانوں سے استفادہ کرنے کی طرف نہ صرف ترغیب دلائی بلکہ خود بھی غیر عربی زبان کے الفاظ کو زبانِ نبوت سے ادا فرما کر یہ عقدہ کشائی فرما دی کہ زبان کے ذریعے علوم کے دروازے کھولے جا سکتے ہیں۔علاوہ ازیں ایک داعی جب مخاطب کی زبان یا لب و لہجہ میں گفتگو کرتا ہے تو دوریاں ختم ہو جاتی ہیں اور ایک دوسرے کی بات سمجھنے میں آسانی ہو تی ہے۔آپؐ نے اکتساب زبان و بیان کی ترغیب سے غیریت کے پردوں کو چاک کر کے اختلافِ زبان و بیان کو تعارف کا حوالہ بنایا۔

رسالت مآبؐ سے جس کسی نے بھی بات کی اس کو اس کی مادری زبان کی لغت و لہجے کے موافق شائستہ اندازِ گفتگو میں جواب مرحمت فرمایا۔عرب کی تمام لغات اور لہجوں میں کلام کرنے کی قدرت اور وصف آپؐ کی ذات اقدس میں ہی پائی جاتی ہے۔یہ انداز و اختصاص اس لیے بھی ضروری تھا کہ آپؐ کو تمام جہانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث کیا گیا۔ لہٰذا وحی خداوندی کی راہنمائی میں تمام مخلوق کی زبانوں، بولیوں، لہجوں اور لغات کا علم آپؐ کے اختصاص میں سے ہے۔ عمومی طور پر ایسا کوئی متکلم نہیں جو اپنی مادری زبان سے ہٹ کر دیگر زبانوں میں اپنی مادری زبان جیسے درجہ کا حامل ہو۔ ایسا اختصاص بھی صرف اور صرف رسول آخر الزماںؐ کو ہی حاصل ہے۔

لسان مصطفیٰؐ کا یہ اختصاص ہے کہ وہ علم و ادب، فصاحت و بلاغت، حق و صداقت اور لطف و محبت کا منبع و مظہر ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ہر اعتبار سے واضح اور مبین بھی ہے جو لسانی عیوب سے مبرا و منزہ ہے۔ اس کے علاوہ لسان نبی امیؐ کو یہ اختصاص بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو اپنا

آخری پیغام بھی اسی زبان میں بھیجا اور تلاوت کلام اللہ (قرآن مجید) کی صورت میں لسان مصطفیٰؐ کو تا قیامت لوگوں کی زبانوں پر جاری فرما دیا۔ یہ زبان تاقیامت اسی نوعیت و ہیت میں محفوظ رہے گی جس انداز میں آپؐ نے اسے ادا فرمایا۔کیونکہ الفاظ کے ساتھ ساتھ ادائیگی مصطفیٰؐ کو بھی اللہ تعالیٰ نے محفوظ بنا دیا ہے۔ جس طرح آپؐ کی ذات کومحمودیت کے وصف سے نوازا گیا۔ اسی طرح لسان نبی امیؐ کو بھی وصف محمودیت عطا فرمایا گیا۔ لسان مصطفیٰ کے فیضان سے شجر و حجر بھی ناطق ہوگئے۔ وحوش و طیور کو بھی آپؐ کے فیض لسان سے سلیقہ گفتگو میسر آیا۔اخروی زندگی میں پاکبازانِ کردار بھی بہشت میں لسان محمدؐ عربی میں ہی کلام کریں گے۔تاریخ و سیرت کے اوراق نبی امیؐ کے ان لسانی اختصاصات پر شاہد عادل ہیں۔آپؐ کے لسانی اختصاص کی بدولت اردو زبان بھی اس بات پر بلاشبہ ناز کرسکتی ہے کہ فارسی کے ذریعے اسے بھی یہ اعزاز حاصل ہوگیا ہے کہ دو دو ، شتر اور یک جیسے الفاظ بھی زبان رسالت مآبؐ کے لہجے کا فیض لے کر اردو کے دامن کو مہکا رہے ہیں۔

حوالہ جات

۱- القرآن الکریم-۳۰:۲۲۔
۲- ۵۳:۳،۴۔
۳- ۴۲:۷۔
۴- محمد بن اسحاق بن یسار:سیرۃ ابن اسحاق، تحقیق وتعلیق-محمد حمید اللہ ، احیاء التراث العربی، مصر، س ن ،ص۱۹۔
۵- بن ھشام-أبو محمد عبد الملک بن ھشام بن أیوب الحمیری: السیرۃ النبویۃ، القاھرۃ، والفجر للتراث،۲۰۰۴م، ج:۱،ص۲۵۔
۶- ابن قتیبہ-أبو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ المروزی:المعارف، کراچی،نور محمد -اصح المطابع،۱۹۸۶ام،ص۵۸۔
۷- السیرۃ النبویۃ، ج:۱،ص۱۱۲۔
۸- مسلم بن حجاج القشیری:صحیح مسلم،مصر،دارالمعارف،۱۹۶۳ام، کتاب الفضائل، باب:فضل نسب النبیﷺ، ج:۷، ص۵۸۔
۹- محمد ثناء اللہ پانی پتی- قاضی:التفسیر المظہری، دہلی،مطبوعہ، س ن، پارہ۳۰،ج۱۰،ص۳۴۷۔
۱۰- ۱۶:۱۰۳۔
۱۱- ۲۶:۱۹۵۔
۱۲- الحاکم -ابوعبد اللہ محمد بن الحاکم نیشاپوری:المستدرک، بیروت، دارالمعرفۃ،۱۹۸۶ام،کتاب:التفسیر،ج۲،ص۴۳۹۔
۱۳- سلیمان ندوی-سید:تاریخ ارض القرآن، کراچی، دارالاشاعت س ن، ج۲،ص۳۵۷۔
۱۴- عائشہ عبد الرحمن الشاطی-ڈاکٹر:سیرت سیدہ آمنہ، اردو ترجمہ-ظفر اقبال کلیار،لاہور،زاویہ فاؤنڈیشن،۲۰۰۸م، ص۶۱۔

۱۵- قاضی عیاض-عیاض بن موسیٰ القاضی: الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، مصطفیٰ البابی الحلبی ،مصر،س ن، ج۱،ص۱۷۷۔
۱۶- ابن سعد --محمد بن سعد: *الطبقات الکبریٰ*، بیروت، دار صادر، ۱۹۶۸م، ج۱،ص۱۷۔
۱۷- الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج۱،ص۱۷۸۔
۱۸- ۱۰۶:۱-۴۔
۱۹- السیوطی--جلال الدین عبد الرحمٰن بن أبي بکر: الاتقان فی علوم القرآن، مطبع معاھد ،مصر، ۱۹۳۵م، ج۱،ص۱۶۱۔
۲۰- ۷۵:۱۷۔
۲۱- السیرۃ النبویۃ: ج۱،ص۱۲۰۔
۲۲- الطبقات الکبریٰ، ج۱،ص۸۲۔
۲۳- المستدرک، ج۳،ص۱۸۲۔
۲۴- احمد بن حنبل: المسند، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۹۷۸م، ج۳،ص۴۳۲۔
۲۵- السیرۃ النبویۃ: ج۱،ص۱۲۴، ۱۲۵۔
۲۶- محمد حمید اللہ--ڈاکٹر، *رسولِ اکرم کی سیاسی زندگی*، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۸۷ء، ص۶۲۔
۲۷- محمد بن حبیب البغدادی: المحبر، بیروت، دار الآفاق الجدیدۃ، س ن، ص۲۶۶۔
۲۸- المسعودی-- علی بن الحسین بن علی المسعودی: مروج الذهب، بیروت، مطبعۃ دارالاندلس، ۱۹۶۵م، ج۱،ص۱۵۔
۲۹- الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج۱،ص۱۴۴۔
۳۰- الخفاجی--شہاب الدین احمد: نسیم الریاض شرح الشفاء لقاضی عیاض، بیروت، دارالکتاب العربی، س ن، ج۲، ص۲۳۶۔
۳۱- الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج۱،ص۷۰۳۔
۳۲- جلال الدین عبد الرحمٰن بن أبي بکر السیوطی: الخصائص الکبری، مصر، مطبع مصطفیٰ محمد، ۱۹۳۶م، ج۱،ص۶۳۔
۳۳- علی بن برهان الدین الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ، بیروت، دارالمعرفۃ، س ن، ج۱،ص۳۰۹۔
۳۴- میر عبد الواحد بلگرامی: سبع سنابل، اردو ترجمہ-- مفتی محمد خلیل خان برکاتی، لاہور، حامد اینڈ کمپنی، س ن، ص۳۹۴۔
۳۵- الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج۱،ص۷۰۳۔
۳۶- احمد بن یحییٰ البلاذری: فتوح البلدان، بیروت، دار صادر، ۱۹۶۴م، ص۴۷۴۔
۳۷- علی بن الحسین بن علی المسعودی: التنبیه والاشراف، بغداد، المکتبۃ العربیۃ، ۱۹۳۸م، ص۲۴۶۔
۳۸- الهندی--علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین: *کنز العمال*، المطبعۃ العربیۃ، حلب، س ن، ج۱۳،ص۳۹۶۔
۳۹- ابن حجر--احمد بن علی حجر العسقلانی: الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، مطبعۃ السعادۃ، مصر، ۱۳۲۸ھ، ج۲،ص۳۵۲۔
۴۰- ابن قتیبۃ-- أبو محمد عبد اللہ بن مسلم القتیبۃ: تاویل مختلف الحدیث، بیروت، دار الجیل، ۱۹۷۳م، ص۲۸۷۔